REGD. No. L.5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۳۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم سہ شنبہ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ

فی پرچہ ۱۲

جلد ۴۹/۱۴ ۱۰ ہجرت ۱۳۳۹ ہش ۱۰ مئی ۱۹۶۰ء نمبر ۱۰۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۹ مئی بوقت ۹½ بجے صبح

کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نسبتاً بہتر رہی رات بھی طبیعت اچھی رہی ہے۔ البتہ آج صبح سے کچھ گھبراہٹ ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ التزام اور درد و الحاح کے ساتھ اپنے قادر و توانا خدا کے حضور دعاؤں میں لگے رہیں۔ تا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین

اپنے اندر خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی اہلیت پیدا کرو

تم کشتی رانی میں یونیورسٹی چیمپین ہو کوشش کرو کہ قومی ناؤ کے بھی تم کھیون ہار ثابت ہو

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے ڈگری یافتہ طلباء کو مغربی پاکستان کے چیف جسٹس مسٹر ایم آر کیانی کی تلقین

ربوہ۔ مورخہ ۷ مئی ۱۹۶۰ء کو مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر ایم۔ آر کیانی نے تعلیم الاسلام کالج کے جلسہ تقسیم اسناد میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے طلباء کو اپنے اندر خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی اہلیت پیدا کرنے کی تلقین کی۔ نیز انہیں نصیحت فرمائی۔ کہ وہ اپنی ذات کے علاوہ دوسروں کے لئے مفید بننے کی کوشش کریں اور جذبہ ایثار جفاکشی اور کشادہ قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ثابت کر دکھائیں کہ وہ نہ صرف تعلیم الاسلام کالج کے ہیں بلکہ پاکستان کے بھی اور نہ صرف پاکستان کے ہیں بلکہ ساری دنیا کے ہیں

دوران خطاب میں آپ نے اس امر پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ اس کالج سے غیر از جماعت طلباء بھی بہت کثیر تعداد میں فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آپ نے ابتدائی مشکلات پر جو امرزدی سے قابو پانے اور تعلیم الاسلام کالج کو کامیابی سے چلانے کے ضمن میں جماعت احمدیہ کے جذبہ ایثار کو سراہا اور فرمایا۔

"اس گروہ کا جذبۂ ایثار دیکھ کر میں تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

تعلیم الاسلام کالج کو گذشتہ گیارہ سال سے کشتی رانی میں یونیورسٹی چیمپین شپ کا جو خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ اس پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے محترم چیف جسٹس نے کالج کے طلباء کو آئندہ زندگی میں بھی اپنی روایات برقرار رکھنے کی تلقین فرمائی اور اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ وہ آگے چلکر اپنے آپکو اس قابل بنائیں کہ وہ قومی ناؤ کے کھیون ہار ثابت ہوسکیں اور زندگی کے میدان میں بھی چیمپین قرار پائیں۔ آپ نے فرمایا

"آپ کا کالج کشتی رانی میں کئی سال سے یونیورسٹی چیمپین ہے یہ کشتی رانی جاری رکھیے گا۔ ہماری کشتی بھی بھنور کے قریب جانے لگتی ہے کبھی اس میں سوراخ ہو جاتا ہے۔ اور کچھ نہیں تو اس کے چپو زیر مرمت رہتے ہیں جب آپ کی باری آئے تو اس طرح چلائیں جس طرح چیمپین چلایا کرتے ہیں"

آپ نے طلبہ کو زندگی کے راستہ میں پیش آنے والے خطرات سے بھی آگاہ کیا۔ اور ان خطرات سے بچتے ہوئے ایک کامیاب زندگی گزارنے کے ضمن میں انہیں بیش قیمت نصائح سے نوازا۔ آپ نے واضح کیا۔ کہ آپ میں سے سب گورنر یا وزیر یا جج نہیں بن سکتے۔ کچھ اعلیٰ عہدوں پر پہنچنے میں کامیاب ہوں گے۔ اور بہتیرے ایسے ہوں گے جنہیں کمتر درجوں کے عہدوں پر اکتفا کرنا ہوگا۔ دونوں حالتوں میں اپنے کردار کو اس رنگ میں ڈھالنا ضروری ہے۔ کہ انسان حالات سے مغلوب ہونے کی بجائے خود ان کا فاتح بنا رہے غربت کی حالت میں ضروری ہے کہ طبیعت میں پستی نہ آئے۔ اس حالت میں سر کو اونچا رکھنا۔ اور عزت نفس پر کوئی آنچ نہ آنے دینا اصل مردانگی ہے۔ اسی طرح ثروت کے نشہ میں مست ہو کر اپنی ہستی کو بھول جانا انسان کو کہیں کا نہیں رکھتا

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

تعلیم الاسلام کالج میں تقسیم اسناد و انعامات

کی سادہ پُر وقار اور مؤثر تقریب

ربوہ۔ مورخہ ۷ مئی بروز ہفتہ تعلیم الاسلام کالج کے وسیع و عریض ہال میں تقسیم اسناد و انعامات کی تقریب اسلامی آداب کے مطابق نہائت سادہ، پُر وقار اور مؤثر طریق پر عمل میں آئی۔ اس موقعہ پر کالج کے پرنسپل محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) نے فیف۔ ایس سی اور بی۔ اے کے یونیورسٹی امتحانات میں گذشتہ سال کامیاب ہونے والے طلباء کو اسناد عطا کیں۔ اور مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے چیف جسٹس محترم جناب ایم۔ آر۔ کیانی نے خطبہ اسناد پڑھا۔ جس میں طلباء کو نہایت بیش قیمت زرین ہدایات سے نوازا۔ کالج کی روایات کے مطابق اس تقریب کی تمام کارروائی اردو میں انجام دی گئی۔

جلسہ تقسیم اسناد و انعامات میں طلبہ کالج کے علاوہ بعض بزرگان سلسلہ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر و

(باقی صفحہ ۸ پر)

ضروری گزارش

(از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

خاکسار کی تحریک پر احباب جماعت نادار مریضوں کے علاج کے لئے صدقہ کی رقوم بھجواتے رہے ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اس تحریک کے نتیجہ میں بہت سے غریب و نادار مریضوں نے جو اپنا علاج خود نہیں کروا سکتے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ مگر اب احباب نے ایسی صدقات کی رقوم بھجوانی بند کر دی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں مجبوراً ایسے مستحق مریضوں کا علاج رقم نہ ہونے کے باعث بند کرنا پڑے گا۔ لہٰذا احباب کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ وہ اپنے بیماروں وغیرہ کا صدقہ دیتے وقت ایسے مریضوں کا خیال رکھیں۔ اور رقوم فضل عمر ہسپتال میں بھجواتے رہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۶۰ء

بے خدا نبوت

"پیغام صلح" کے ایک حالیہ اداریہ سے۔

"سلیم کے نام" مکتوب مندرجہ طلوع اسلام اپریل ۱۹۶۰ء میں پرویز صاحب نے جہاں ختم نبوت کے بعد کشف و الہام کا دروازہ بند قرار دیا ہے۔ وہاں یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ:-

"ختم نبوت کے بعد علم انسانی کا ذریعہ عقل و فکر ہے باقی رہا خدا کی طرف سے براہ راست انکشاف حقیقت وہ قرآن کے اندر محفوظ ہے اور قرآن پر غور و تدبر سے سمجھ میں آتا ہے یا بالفاظ دیگر ختم نبوت کے بعد علم کے ذرائع ہیں، قرآن کریم اور فہم و تدبر"

قرآن کریم تو بیشک خدا تعالے کی طرف سے براہ راست انکشاف حقیقت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ ختم نبوت کے بعد علم انسانی کا ذریعہ عقل و فکر ہے اور اب کوئی شخص خدا تعالے کی طرف سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل نہیں کر سکتا ایک ایسی بات ہے جو قرآن کریم کی کھلی تصریحات اور خود عقل و فکر کے خلاف ہے"

(ہفت روزہ پیغام صلح ۴ مئی ۱۹۶۰ء)

پیغام صلح نے اس ضمن میں جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے تاہم پیغام صلح نے اس بات کو مدنظر نہیں رکھا کہ پرویز صاحب کے نزدیک "نبوت" بھی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کا اللہ تعالے کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ کا کوئی تعلق واسطہ نہیں ان لوگوں کے نزدیک نبوت بھی محض ایک نفسانی ملکہ ہے۔ اس کا ماہر یعنی مابعد الطبیعاتی حقائق یعنی اللہ تعالے سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ کہا گیا ہے:-

"Now during the minority of mankind Psychic energy develops. What I call Prophetic consciousness—a mode of economising individual thought and choice by Providing ready-made judgments, choices and ways of action"

ترجمہ۔ نوع انسانی کے دور طفولیت میں انسان کی نفسیاتی قوت ایسی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ جس کو میں شعور نبوت کا نام دیتا ہوں جو ایک انفرادی فکر و پسندیدگی کا کفایت شعارانہ طریق ہے۔ جس سے گھڑے گھڑائے فیصلے۔ مسلمات اور طریق عمل حاصل کرتے ہیں۔

جن لوگوں کے خیال میں "نبوت" کی یہ حالت ہے ان سے الہام و مکاشفات و مکالمہ و مخاطبہ الہیہ کے متعلق گفتگو کرنا کیا فائدہ۔ یہ قاعدہ شروع سے چلا آیا ہے کہ جب کبھی کوئی فرستادہ حق مبعوث ہوا ہے اور اس نے دعویٰ کیا ہے کہ اسکو اللہ تعالے نے اصلاح خلق کے لئے کھڑا کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے تو قوم کے دانشمند ہی اس کی مخالفت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ جن کو یہ ادعا ہوتا ہے کہ وہ بہت دانشمند ہیں اور ان کی عقل ہی سب کچھ ہے جو کچھ وہ اپنی عقل سے سمجھتے ہیں وہی صحیح ہے انہیں کسی بیرونی مدد کی ضرورت نہیں۔ عقل ہی ان کی رہنمائی کے لئے کافی ہے۔

عموماً یہ مرض ہر قوم کو لگتا رہا ہے اور ہر فرستادہ حق کی امت امتداد زمانہ کے ساتھ اس کی تعلیمات میں اپنی عقلی باتیں ملاتی چلی آئی ہے۔ اور اس طرح ایک بالکل ہی خود ساختہ دین بنا لیتی رہی ہے اور ان باتوں میں ایسی مگن ہو جاتی ہے کہ جب اللہ تعالے تجدید حق کے لئے پھر اپنے کسی فرستادہ کو کھڑا کرتا ہے اور ان مخاطبہ و مکالمہ الہیہ کا دعوے کرتا ہے تو ان کے لئے یہ ایک عجیب چیز ہوتی ہے۔ وہ اس کو اپنی عقلمندی کے خلاف اور منافی سمجھتے ہیں اور یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے کہ اللہ تعالے نے کسی کو ان کی رہنمائی کے لئے کھڑا کیا ہے۔

یورپ میں احیائے علوم کی تحریک در اصل عیسائیت کی توہم پرستی کے خلاف ایک بغاوت تھی۔ جب لوگوں نے غیر معقول رسومات کو ہی دین بنا لیا اور عوام کو ان میں جکڑ دیا گیا تو اسلام کے ساتھ تصادم ہونے پر بعض سوچ بچار کرنے والے لوگوں کو ہوش آیا انہوں نے مذہب کے غیر معقول رسمی دام سے نکلنے کے لئے عقلیت پرستی کو اپنا رہنما بنایا اور بظاہر اللہ تعالیٰ کا انکار تو نہ کیا مگر یہ اصول قائم کیا کہ ہر بات میں صرف عقل ہی کی بات ماننی چاہیئے اور انہوں نے اپنی تمام علمی تحقیقات کی بنیاد مادی حالات پر رکھدی وہ کسی ایسی حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں جس کو وہ اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے معلوم نہ کر لیں اس طرح نیچر پرستی کا آغاز ہوا اس سے اگرچہ تجرباتی سائنس میں بہت ترقی ہوئی لیکن اس کا نقصان یہ ہوا کہ زندگی کا تمام نظریہ مادیاتی بن کر رہ گیا۔ چنانچہ یورپ نے اس مادی نظریہ کی وجہ سے محیر العقول ترقی کی۔ اور ایسے مادی سامان تیار کر لئے جن کی وجہ سے مادی قوتیں ان کے دسترس میں آگئیں۔ اور جب ان طاقتوں کے بل پر یورپین اقوام نے خروج کیا اور وہ دنیا پر اپنا اثر جمانے میں کامیاب ہوئیں تو ان کے مادی نظریات بھی پھیلنے شروع ہوئے۔ چنانچہ برصغیر ہند کے مسلمانوں میں بھی ایک نیچر فرقہ پیدا ہو گیا جس نے ہر دینی امر کی تشریح و توجیہہ مادیاتی نقطۂ نظر سے ہی کی۔ یہاں تک کہ ان کے خیال میں نبوت بھی محض ایک انسانی ملکہ بن گئی اور کہا گیا کہ نبوت در اصل انسان کے نیکی کے ملکہ کا کمال ہے باہر سے کوئی کوئی آواز نہیں آتی بلکہ اپنے دل ہی سے الہام لیتا ہے۔

بظاہر تو اللہ تعالے کا اقرار کیا جاتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے اس نظریہ کے مطابق اللہ تعالے اگر ہے بھی تو ایک معطل ہستی ہے۔ جس کو کائنات کے تغیرات سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ یہ دنیا ازلی و ابدی قوانین کے مطابق چل رہی ہے، اور اگر یہ قوانین اللہ تعالے ہی نے بنائے ہیں تو اب وہ ان کو قطعاً نہیں بدلتا۔ ایسے لوگ اگر خدا تعالے کی ہستی کے قائل بھی ہیں تو محض فرضی طور پر قائل ہیں۔ در اصل منکران خدا اور ان میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کے خیال میں خدا تعالے ایک پتھر کے بت کی طرح بے حس و حرکت ہستی ہے جو قدرتی قوانین بنا کر خود ان کا مقید ہو گیا ہے۔ اور ایسا جکڑا گیا ہے کہ ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتا۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ لوگ نبوت کی توجیہہ بھی نیچر کے مفروضہ خود قوانین کے مطابق کرتے ہیں اور اسکی کنہ انسانی فطرت کی گہرائیوں میں تلاش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبوت در اصل انسان ہی کی فطرت کی گہرائیوں میں ڈوب کر گھڑے گھڑائے اصول کے جواہرات نکالنے کا نام ہے اس سے باہر کچھ بھی نہیں۔ اور یہ صرف انسان کی بے عقلی کے زمانہ کی یادگار ہے۔ جونہی انسان کا شعور اپنے کمال کو پہنچا ہے یہ غیر عقلی چیز بھی ختم ہو گئی ہے۔ اب انسانی فطرت اپنی گہرائیوں میں ڈوب کر یہ گوہر مسلمات نہیں نکال سکتی

پرویز صاحب بھی اسی اصول کے پیرو ہیں وہ در اصل منکر حدیث ہی نہیں بلکہ ہر اس چیز کے منکر ہیں جس کو وہ لیبارٹری میں تجربہ اور مشاہدہ سے معلوم نہ کر سکیں۔ وہ صرف مادہ کے قائل ہیں۔ ان کا تصور نبوت بھی مادی ہے۔ وہ نیچر سے آگے جانے کے لئے تیار نہیں وہ کسی ایسی ہستی کو نہیں مانتے جو نیچر سے باہر اور بالا ہے اور جو انسان کی زندگی میں اس کی رہنمائی کے لئے ہدایات دیتی ہے اگر کوئی ایسی ہستی ہے تو اس نے تمام علم کی بنیاد بھی اول ہی سے انسان کی فطرت میں ودیعت کر دی ہے۔ اور اسکو چھوڑ دیا کہ جاؤ چرو چگو اور پیٹ بھرو وہ ختم نبوت کی وجہ سے ہی مکالمہ و مخاطبہ الہیہ کے منکر نہیں بلکہ کسی ایسے مکالمہ و مخاطبہ کے سرے سے قائل ہی نہیں۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خرید کر پڑھے اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کیلئے دے۔

*

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں ادارہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے ۔

کھانے سے پہلے بسم اللہ اور بعد میں الحمد للہ کہو

فرمایا:۔
آج مجھے خیال آیا کہ بالعموم مسلمانوں میں اور بعض احمدیوں میں بھی یہ نقص ہے کہ وہ کھانے سے پہلے بسم اللہ اور بعد میں الحمد للہ نہیں کہتے اور یہ رواج بہت کم ہوتا جا رہا ہے۔ یہ نہیں کہ ان میں

اعتقادی لحاظ سے

کوئی کمزوری ہوتی ہے۔ بلکہ عملی لحاظ سے ان میں یہ نقص ہوتا ہے۔ اور وہ اسے معمولی بات سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اگر مساجد میں مختلف نمازوں کے اوقات میں بار بار اس بات کو یاد دلایا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ عادت پختہ طور پر دلوں میں قائم ہو سکتی ہے در حقیقت ایک مومن جب روٹی کھاتا ہے۔ تو وہ چور ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے خدا کا مال کھانے کا کوئی حق نہیں ہوتا لیکن جب وہ بسم اللہ کہتا ہے تو اس کے بعد اس کا حق قائم ہو جاتا ہے۔ پس ہر دفعہ جب انسان کھانا کھانے بیٹھے اگر بسم اللہ کہہ لیا کرے۔ تو اس کے دل میں یہ احساس تازہ ہوتا رہے گا۔ کہ یہ مال خدا کا ہے میرا نہیں۔ دیکھو یہ کتنی

چھوٹی سی بات ہے

لیکن اگر بسم اللہ کہہ کر کھانا کھانے کی عادت پوری طرح راسخ ہو جائے یا بسم اللہ کہہ کر کپڑا پہننے کی عادت پیدا ہو جائے۔ تو اس سے ظلم خود بخود دور ہو جاتا ہے جب وہ بسم اللہ کہے گا تو لازماً اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہوگا۔ کہ یہ اللہ کا مال ہے۔ اور جب یہ احساس اس کے دل میں بار بار پیدا ہوگا۔ تو اس کے ساتھ ہی یہ احساس بھی اس کے قلب میں ترقی کرے گا۔ کہ میں

غریبوں پر کوئی ظلم نہ کروں۔ اور ان کے اموال کو لوٹنے کی کوشش نہ کروں کیونکہ میرا اس مال پر کوئی حق نہیں۔ غرض روحانیت کی ترقی اور بنی نوع انسان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے لحاظ سے اس عادت کو پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔ بظاہر یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ مگر اسلام نے ان سب باتوں میں بڑی بھاری حکمت مدنظر رکھی ہے۔ اور یہ قومی کیریکٹر کو کہیں کا کہیں لے جاتی ہیں۔

سکولوں میں جو پہلی اور آخری گھنٹی کے اساتذہ ہوں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ روزانہ ان باتوں کو دوہراتے رہیں۔ اور سبق پڑھانے سے پہلے

طالب علموں کو متواتر بتائیں

کہ جب تم کھانا کھاؤ یا کپڑا پہنو تو تمہارا فرض ہے کہ پہلے بسم اللہ کہو اور بعد میں الحمد للہ کہہ لیا کرو۔ یا اگر ہو سکے تو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد یہ مسنون دعا پڑھ لیا کرو۔ کہ الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین۔ یہ چیزیں ذہن میں جلا پیدا کرتی ہیں۔ اور روحانیت کو بڑھانے کا موجب بنتی ہیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہ کرنے کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ لوگ کھانا کھاتے ہیں۔ پانی پیتے ہیں۔ کپڑے پہنتے ہیں مگر ان کے دلوں میں یہ احساس پیدا نہیں ہوتا۔ کہ خدا کا ان پر کتنا بڑا احسان ہے۔ قرآن کریم میں ہی آتا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جب انہیں کوئی نعمت میسر آتی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں انما اوتیتہ علیٰ علم (القصص ع) میں نے اپنے علم اور زور بازو سے یہ چیز حاصل کی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے احسان کا ذکر ان کی زبان پر جاری نہیں ہوتا۔ یہ ایمان کی کمی اور

روحانیت کے نقدان کی علامت

ہے۔ اسی طرح لوگ کپڑے پہنتے ہیں۔ عمدہ سے عمدہ کھانے کھاتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے انعامات کی طرف ان کی نگاہ نہیں اٹھتی۔ اگر بسم اللہ اور الحمد للہ کہنے کی عادت پختہ ہو جائے تو خدا تعالیٰ کی محبت خود بخود دلوں میں پیدا ہونے لگ جائے گی۔ روحانیت بڑھ جائے گی اور لوگوں پر ظلم کم ہو جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں۔ جو لوگ اسلام کی ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ وہ رفتہ رفتہ اور بہت سی باتوں کو بھی ترک کر دیتے ہیں۔ اور ان کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہو جاتی ہے۔ جس کے متعلق مشہور ہے کہ اسے اپنے متعلق یہ خیال تھا کہ میں

بہت بڑا بہادر

ہوں۔ چنانچہ اس نے چاہا کہ جانوروں میں سے سب سے بڑے بہادر جانور شیر کی تصویر اپنے بازو پر گدوائے۔ وہ ایک گودنے والے کے پاس گیا۔ اور اسے کہا کہ میرے بازو پر شیر گود دو۔ اس نے سر مہ بھرنے کے لئے سوئی ماری تو اسے درد ہوا۔ اس پر وہ کہنے لگا میاں کیا کرنے لگے ہو۔ اس نے کہا شیر کا دایاں کان گودنے لگا ہوں۔ اس نے کہا اچھا یہ بتاؤ۔ اگر شیر کا دایاں کان نہ ہو۔ تو آیا شیر رہتا ہے یا نہیں رہتا۔ اس نے کہا کیوں نہیں رہتا۔ کہنے لگا تو پھر اسے چھوڑ دو۔ اور آگے چلو۔ اس نے پھر سوئی ماری۔ تو اسے پھر درد ہوا۔ کہنے لگا اب کیا کرنے لگے ہو۔ اس نے کہا شیر کا بایاں کان گودنے لگا ہوں۔ اس نے کہا بتاؤ اگر شیر کا بایاں کان نہ ہو۔ تو شیر رہتا ہے یا نہیں رہتا۔ کہنے لگا کیوں نہیں رہتا۔ اس نے کہا تو پھر اسے بھی چھوڑ دو۔ اور آگے چلو۔ اسی طرح ایک ایک عضو پر وہ انکار کرتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ گودنے والا سوئی رکھ کر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا۔ اب تو کچھ بھی بن نہیں سکتا۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو

اسلام کے احکام

کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ایک ایک حکم ان کے سامنے آتا ہے۔ اور وہ ہر حکم کو معمولی قرار دے کر اس پر عمل کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ

دین کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا

بعض لوگ تو اس نقص میں اس حد تک بڑھ گئے ہیں۔ کہ انہوں نے نماز اور روزہ کو بھی ترک کر دیا ہے۔ ہم بچے تھے۔ تو اس وقت اخباروں میں چھپا تھا۔ کہ ایک مسلمان لیڈر نے کسی کالج میں لیکچر دیا کہ نماز روزہ یہ پرانے زمانہ کی چیزیں تھیں۔ اب دنیا بہت ترقی کر گئی ہے۔ اگر آج نمازیں پڑھی جائیں۔ تو پتلون کے شکن خراب ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بار بار وضو بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اب

نماز کے لئے

اتنا ہی کافی ہے کہ میز آگے رکھ لیا جائے۔ اور کرسی پر بیٹھ کر ایک دو سجدے کر لئے جائیں۔ اسی طرح روزہ کے متعلق اس نے کہا روزہ بڑی اچھی چیز ہے۔ مگر پہلے زمانہ کے لوگ وحشی تھے۔ اس لئے وہ مشقت برداشت کر لیا کرتے تھے۔

اب علمی زمانہ ہے

اور اب لوگ زیادہ دیر تک بھوکے نہیں رہ سکتے۔ اب اتنا کافی ہے کہ بے شک لوگ بارہ گھنٹے روٹی نہ کھائیں۔ مگر دو تین بسکٹ اور ایک دو پیالیاں چائے کی دن میں دو تین مرتبہ پی لیں۔ پھر مسلمانوں میں وہ لوگ موجود ہیں۔ جو سمجھتے ہیں کہ

حج پر جانے کا کوئی فائدہ نہیں

جو روپیہ حج پر خرچ ہوتا ہے وہی روپیہ فاقہ زدوں کو دے دینا چاہیئے۔ یا عید پر قربانی کرنے کے متعلق اسلام کے جو احکام ہیں۔ ان کے متعلق یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اب

قربانی کی خاص ضرورت

نہیں۔ اب بجائے اس کے کہ بکرے ذبح کئے جائیں۔ اتنا کافی ہے کہ انہی روپوں سے غرباء کو کپڑے بنوا دیئے جائیں۔

غرض اس طرح ایک ایک بات کو لے کر انہوں نے اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں سے انحراف کر لیا اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی نظروں سے گرا لیا۔ حالانکہ جہاں سچا عشق ہوتا ہے وہاں انسان ادنےٰ سے ادنےٰ بات میں بھی تغیر کرنا برداشت نہیں کر سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ

کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے ساتھ خاص طور پر عشق تھا وہ جب حج کے لئے جاتے تو ایک جگہ خاص طور پر اس طرح بیٹھ جاتے جس طرح انسان پیشاب کرنے کے لئے بیٹھا کرتا ہے ایک دفعہ کسی نے اُن سے پوچھا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ ہمیشہ اس مقام پر آکر اس طرح بیٹھ جاتے ہیں جس طرح پیشاب کرنا ہوتا ہے انہوں نے کہا بات دراصل یہ ہے کہ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ یہاں پیشاب کرتے دیکھا تھا اسلئے میرا جی چاہتا ہے کہ میں جب بھی یہاں سے گذروں اس جگہ پر ضرور بیٹھ کر جاؤں۔

جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے تو محبت اور عشق میں انسان اپنے محبوب کی ادنیٰ ادنیٰ بات میں بھی اقتداء کرنا ضروری سمجھتا ہے اور وہ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے مقتداء کے قول یا اسکے کسی فعل کے خلاف حرکت کرے پس

دوستوں کو چاہیئے

کہ وہ ان باتوں کی طرف توجہ کریں۔ یہ بظاہر معمولی نظر آنے والی باتیں نتائج کے اعتبار سے بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور ان باتوں کی طرف توجہ نہ کرنا انسان کی روحانیت اور اس کے تعلق باللہ کو بہت حد تک کمزور کر دیتا ہے۔

بچوں کی تربیت

مجلس میں بچوں کے متعلق ذکر ہوا کہ بعض دفعہ انہیں کوئی چیز دی جاتی ہے تو دائیں ہاتھ کی بجائے وہ بایاں ہاتھ آگے کر دیتے ہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ اگر کوئی بچہ بایاں ہاتھ آگے کرے تو اسے وہ چیز ہرگز نہیں دینی چاہیئے۔ اسے کہنا چاہیئے کہ دایاں ہاتھ بڑھاؤگے تو چیز ملےگی ورنہ نہیں۔ اگر بچوں کی اس رنگ میں تربیت نہ کی جائے تو ان کی عادتیں خراب ہو جاتی ہیں

ایک دفعہ اسی مسجد (یعنی مسجد مبارک) میں کوئی تقریب تھی۔ حضرت خلیفہ اولؓ بھی موجود تھے۔ ہمارے ناناں جان میر ناصر نواب صاحبؓ بھی تھے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب بھی تھے اور بعض اور دوست بھی تھے کہ شیخ صاحب نے پانی پینے کے لئے بائیں ہاتھ سے گلاس اٹھا لیا۔ اس پر سید حضرت خلیفہ اولؓ نے یا کسی اور نے کہا کہ شیخ صاحب آپ نے یہ کیا کیا دائیں ہاتھ سے آپ کو گلاس اٹھانا چاہیئے تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بائیں ہاتھ سے گلاس اٹھاتے دیکھا ہے دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ گر گئے تھے جس سے آپ کے دائیں بازو کی ہڈی کو سخت ضرب آئی۔ چنانچہ آخر وقت تک آپ کا وہ بازو کمزور رہا۔ اسی وجہ سے آپ بعض دفعہ بائیں ہاتھ سے گلاس اٹھا لیتے اور دائیں ہاتھ کا اسے سہارا دے دیتے جب شیخ صاحب نے یہ بات کہی تو میر صاحب جوش میں آگئے اور وہ کہنے لگے آپ بھی اپنا ہاتھ توڑ لیں۔ پھر بے شک بائیں ہاتھ سے اٹھاتے رہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا بہرحال انسان جس حد تک سنت پر عمل کر سکتا ہو اسے چاہیئے کہ وہ

سنت پر عمل کرے

مگر سنت پر عمل کرنے میں بھی عقل سے کام لینا چاہیئے۔ ایک دفعہ میری خلافت کے زمانہ میں مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی یہاں آئے اور میں نے ان کی دعوت کی تین چار آدمی اور بھی اس دعوت میں شریک تھے کھانا کھانے کے بعد میں نے خادم سے کہا کہ مولوی صاحب کے ہاتھ دھلا دو اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ ہاتھ دھونے کی ضرورت نہیں اور یہ کہہ کر انہوں نے ہاتھ اپنے سر اور ڈاڑھی کے بالوں پر اچھی طرح مل لئے اور کہا کہ سنت یہی ہے۔ میں نے ان سے کہا مولوی صاحب سنت تو بے شک ہے مگر ساری سنت پر آپ نے عمل نہیں کیا اسکے ایک حصہ پر عمل کر لیا ہے اور دوسرے حصہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔ کہنے لگے کس طرح۔ میں نے کہا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھانا

بالعموم یہی ہوا کرتا تھا کہ زیتون کا تیل پاس رکھ لیتے اور اس روغن کے ساتھ روٹی کھا لیتے۔ ہلدی اور مرچیں اور دوسرے مصالحہ جات اس میں نہیں ملاتے تھے صرف نمک ملا لیا کرتے تھے اسی طرح کبھی نمک ڈال کر ثرید بنا لیا کرتے تھے۔ اس قسم کے کھانے کے بعد چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کو روغن زیتون لگ جاتا تھا اسلئے آپ سر اور ڈاڑھی کے بالوں پر وہ تیل مل لیتے تھے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں تھا مگر آپ کھانا تو مصالحہ دار کھاتے ہیں جس میں ہلدی اور مرچیں پڑی ہوئی ہوتی ہیں اور پھر سنت پوری کرنے کے لئے وہ مصالحہ ڈاڑھی اور سر کے بالوں پر مل لیتے ہیں یا تو آپ بھی زیتون کے تیل سے کھانا کھائیں پھر بے شک سر اور ڈاڑھی پر ہاتھ مل لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن آپ کھانا وہ کھاتے ہیں۔ جس کے بعد ہاتھ دھونے ضروری ہوتے ہیں مگر سنت کے خیال سے اُسے ڈاڑھی اور سر پر مل لیتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ سنت پر آپ نے عمل کرنا ہے تو پوری طرح کریں ورنہ ہلدی اور مرچوں والا سالن کھا کر ہاتھوں کو ڈاڑھی اور سر کے بالوں سے پونچھ لینا تو اپنے آپ کو لوگوں کی نگاہوں میں تماشا بنانا ہے۔ میری اس بات پر وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے بات تو ٹھیک ہے۔

کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا

عرض کیا گیا کہ کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا کیسا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ میں نے خود بعض دفعہ انگلیاں چاٹی ہیں بلکہ میں نے تو انگریزوں کو بھی انگلیاں چاٹتے دیکھا ہے مگر حدیثوں میں یہ تو نہیں آتا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ انگلیاں چاٹتے تھے صرف یہ ذکر آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کھانا کھانے کے بعد بعض دفعہ انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے اور یہ ہرگز قابل اعتراض بات نہیں۔ دنیا میں ہر شخص ایسا کرتا ہے

رسول کریمؐ کا ہر فعل اپنے اندر بہت بڑی حکمت رکھتا ہے

فرمایا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل اپنے اندر بہت بڑی حکمت رکھتا ہے آپ کا روغن کے زیتون کے ساتھ کھانا کھانے کے ہاتھوں کو سر اور ڈاڑھی کے بالوں پر مل لینا درحقیقت اسلئے تھا کہ روغن زیتون بالوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ مفید ہے چنانچہ آج تک یورپ میں اعلیٰ درجہ کے ہیئر آئل زیتون کے تیل سے ہی تیار کئے جاتے ہیں۔ زیتون بالوں کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اور اس میں اُس قسم کی دھنیت نہیں ہوتی جس سے سڑاند پیدا ہو۔ مگر ہلدی اور مرچوں والا سالن کھا کر ہاتھوں کو اپنے بالوں سے پونچھ لینا ایک مضحکہ خیز بات ہے باقی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونا بھی احادیث سے ثابت ہے یہ نہیں کہ آپ ہمیشہ ایسا کرتے ہوں۔

عرض کیا گیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر پر جانے سے پہلے بیویوں کے متعلق قرعہ کیوں ڈالتے تھے۔ خود ہی نام زد کیوں نہیں فرما دیتے تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ عورتیں سفر سے بہت گھبراتی ہیں۔ اور پھر وہ تو جنگ کا زمانہ تھا اور سفر میں یوں بھی کئی قسم کی مشکلات پیش آیا کرتی تھیں اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرعہ کا طریق اختیار کر لیا تاکہ ان کی طبیعت پر یہ بات گراں نہ گذرے اور وہ سمجھ لیں کہ جب قرعہ میں ان کا نام نکل آیا ہے تو اب تو انہیں چلنا ہی چاہیئے۔

میں خود سفر میں کسی نہ کسی بیوی کو ضرور ساتھ لے جاتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ سب کا واسطہ ہو اس کا لوگ پیچھا نہیں چھوڑتے بلکہ چاہتے ہیں کہ ہر وقت اس سے کام لیتے رہیں اسلئے ایسے شخص کے لئے ضرور کوئی پناہ کی جگہ ہونی چاہیئے یہی وجہ ہے کہ خواہ میں دو دن کے لئے باہر جاؤں اور میرے راستہ میں کوئی روک نہ ہو تو میں اپنی کسی نہ کسی بیوی کو ضرور ساتھ رکھتا ہوں بعض لوگ کہہ بھی دیتے ہیں کہ اس طرح خرچ زیادہ ہو جاتا ہے مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس خرچ کے مقابلہ میں بچت زیادہ ہو جاتی ہے یعنی روپیہ تو خرچ ہو جاتا ہے مگر دماغ کی بچت ہو جاتی ہے

بچوں کو مساجد کی پچھلی صفوں میں بیٹھنا چاہیئے

ایک دوست نے عرض کیا کہ مسجد میں چھوٹے بچے پہلے آکر بیٹھ جاتے ہیں بعد میں بڑی عمر کے لوگ آتے ہیں تو وہ بچوں کو اٹھا کر خود آگے بیٹھنا چاہتے۔ اس طرح بچوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم یہی ہے کہ بچے پیچھے بیٹھیں اور جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم یہ ہے کہ وہ پیچھے بیٹھیں تو خواہ وہ پہلے آکر آگے بیٹھ جائیں ثواب اس بات میں ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی اطاعت کی جائے اور وہ بڑوں کے آنے پر پیچھے ہٹ جائیں مگر یہ حکم اسی وقت تک ہے جب تک نماز کھڑی نہیں ہوتی۔ جب نماز کھڑی ہو جائے۔ تو پھر بچوں کو پیچھے ہٹایا نہیں جا سکتا۔

اس دوست نے عرض کیا کہ اس طرح تو بچوں کی بہت دل شکنی ہوگی۔ حضور نے فرمایا:۔

اگر وہ اسلام سیکھنا چاہتے ہیں تو انہیں اس حکم پر عمل کرنا پڑے گا ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرنے کا شوق نہیں۔ محض اپنی ذاتی خواہشات کو وہ مدنظر رکھتے ہیں۔

علاقہ دکن (بھارت) کی احمدی جماعتوں کے کامیاب جلسے

(از مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ حیدرآباد دکن)

جماعت احمدیہ یادگیر کا سالانہ جلسہ

مقامی جماعت نے گاندھی چوک میں بڑی محنت اور اخلاص کے ساتھ جلسہ گاہ کو آراستہ کیا تھا۔ خوبصورت شامیانہ ایستادہ کیا گیا تھا ساتھ ہی مستورات کے لئے باپردہ فراخ نشست گاہ کا انتظام تھا۔ جلسہ گاہ کے اندر اور باہر مختلف تبلیغی قطعات آویزاں آویزاں کئے گئے تھے۔ ان قطعات میں ایک بہت بڑا نقشہ خاص طور پر جاذب توجہ تھا۔ جس میں دکھایا گیا تھا کہ جماعت احمدیہ دنیا کے کناروں تک پھیل چکی ہے اور اس نے قرآن مجید کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کر کے ساری دنیا میں توحید کا ڈنکا بجا دیا ہے اور اس کے جاں نثار مجاہدین دنیا کے گوشہ گوشہ میں پرچم اسلام لہرانے میں رات دن کوشاں ہیں۔ لاؤڈ سپیکر کا تشفی بخش انتظام تھا۔

۲۳ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء کو آٹھ بجے شام مبلغ مقامی مکرم مولوی فیض احمد صاحب کی زیر صدارت جماعت احمدیہ یادگیر کے ساتویں سالانہ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ خاکسار نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ اس کے بعد رحمت اللہ صاحب غوری نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔

ازاں بعد سیٹھ عبدالحی صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے مؤثر انداز میں افتتاحی تقریر فرمائی۔ جس میں اس جلسہ کی غرض و غایت کی وضاحت کی۔

آپ کے بعد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیری نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کا مندرجہ ذیل پیغام پڑھ کر سنایا۔ جو آنمکرم نے خاکسار کی درخواست پر خاص طور پر جلسہ ہائے سالانہ دکن کے لئے ارسال فرمایا تھا۔

”آپ کا خط ملا۔ اس وقت بیمار ہوں زیادہ نہیں لکھ سکتا۔

پس اس وقت میرا پیغام یہی ہے کہ:-

بکوشید ائے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا

احمدیہ جماعت اسلام کے احیاء کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اس لئے یہ مقصد کبھی نہیں بھلانا چاہیئے۔ اور ہر امر میں دین کو دنیا پر مقدم کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو اور آپ کو اپنے فضل و رحمت کے سایہ میں رکھے۔ آمین“

والسلام (مرزا بشیر احمد)

وکیل صاحب موصوف نے اس پیغام پر عمل درآمد کے لئے احباب جماعت کو مؤثر انداز میں تحریک و تلقین فرمائی۔ آپ کے بعد مکرم جناب سیٹھ عبدالحی صاحب امیر جماعت کے صاحبزادے عبداللطیف صاحب نے پیغام زندگی کے عنوان سے ایک پرجوش تقریر فرمائی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حیات بخش کلام کے حوالے دئیے اور اس طرح اپنوں اور بیگانوں کے اندر خدمت اسلام کا ذوق و شوق اور ولولہ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد خاکسار نے اس دور کی بے مثال زندہ شخصیت کے عنوان پر تقریر کی جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی مقناطیسی شخصیت اور آپ کے متعدد کارہائے نمایاں کا ذکر کیا اور بتایا کہ آپ قدیم نوشتوں نیز خدائی وعدوں کے مطابق ہر اعتبار سے ذہین و فہیم ثابت ہوئے زمین کے کناروں تک شہرت پائی اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوئے۔ اس سلسلہ میں آپ کے رؤیائے صالحہ۔ کشوف اور الہامات بیان کئے جو اپنے وقت پر نہایت صفائی سے پورے ہوئے۔ — رفعت اللہ غوری صاحب نے درثمین سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم پڑھ کر سنائی۔ اور پھر آخری تقریر مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی نے فرمائی۔ آپ نے مخالفین احمدیت کے اعتراضات کے بڑے عام فہم اور دلنشین پیرایہ میں جوابات دئیے۔

مولانا موصوف کی تقریر کے بعد مکرم صدر صاحب نے حاضرین و معززین کا شکریہ ادا کیا اور سامعین کو ٹھنڈے دل سے غور کرنے اور کل کے جلسہ کے پروگرام میں اسی طرح انہماک سے شامل ہونے کی تحریک فرمائی۔ اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

دوسرا اجلاس

مورخہ ۲۴ کو ٹھیک ۹ بجے مکرم محمد اسمٰعیل صاحب وکیل کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ خاکسار نے قرآن پاک کی تلاوت کی اور مکرم نصرت اللہ صاحب غوری نے نظم سنائی۔ اس کے بعد سب سے پہلی تقریر مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ جماعت احمدیہ یادگیر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں بیان فرمائی۔ آپ نے قرآن مجید کی آیت قد خاب من افتریٰ سے استدلال فرماتے ہوئے بتایا کہ اگر آپ (نعوذ باللہ) مفتری ہوتے تو کس طرح ایسی کامیابی حاصل کرتے جس کے نتیجہ میں آپ کی جماعت دنیا کے کناروں تک پھیلتی۔ خدا تعالےٰ پر افتراء باندھنا کوئی آسان کام نہیں۔ خدا کی جھوٹی قسمیں کھانے والے ان کے وبال سے بچ نہیں سکتے چہ جائیکہ کوئی جھوٹا مدعی خدا تعالےٰ پر افتراء باندھ کر پھر ذلیل و خوار نہ ہو۔ آپ نے حضور کے لٹریچر سے نہایت بصیرت افروز حوالے پڑھ کر سنائے جن میں سے آپ کے دعویٰ کے بارے میں آپ کے حلفیہ اعلانات تھے۔

آخر میں آپ نے سامعین سے مؤثر انداز میں اس اصول کے ماتحت حضور کی صداقت جانچنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد رحمت اللہ صاحب غوری نے نظم سنائی۔ نظم کے بعد دوسری تقریر مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی کی ہوئی۔ آپ نے آخری زمانہ کے متعلق حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئیاں لفظ بلفظ پوری ہو چکی ہیں تو پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسیح و مہدی کی بعثت پر مشتمل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت عظمیٰ ان تمام بیماریوں کا مداوا بن کر ظاہر نہ ہوتی۔

آپ کی تقریر کے بعد رفعت اللہ صاحب غوری نے نظم سنائی۔ آخری تقریر خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر کی۔ جس میں حضور کے توکل علی اللہ، اخلاق فاضلہ، کمالات روحانیہ، راست بازی، اولو العزمی اور خدا نمائی کے متعدد دلچسپ اور ایمان افروز واقعات بیان کئے اور بتایا کہ حضور علیہ السلام کا ذاتی کیریکٹر ہی آپ کی سچائی پر کافی و شافی گواہ ہے۔ خاکسار کی تقریر کے بعد صدر صاحب نے حاضرین و معززین کا شکریہ ادا کیا۔ یادگیر کے سالانہ جلسہ میں مختلف علاقوں کے احمدی مرد و زن بھی مثلاً شاہ آباد، حیدرآباد، سنتا پور، گلبرگہ، رائچور، سرپور وغیرہ کے شریک جلسہ ہوتے رہے۔ صدارتی ریمارک کے بعد صدر صاحب نے دعا کرائی اور جلسہ برخواست ہوا۔

(باقی)

شکریۂ احباب و درخواست دعا

(از مکرم کرامت احمد خانصاحب ابن محترم چوہدری برکت علی خانصاحب رضی اللہ عنہ)

والد ماجد حضرت چوہدری برکت علی خانصاحب وکیل المال (پنشنر) کی وفات پر بزرگان سلسلہ و احباب جماعت کی طرف سے کثرت کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی طور پر ہمیں دلی ہمدردی اور تعزیت کے پیغام موصول ہوئے ہیں۔ جو ہمارے غمگین قلوب کے لئے ڈھارس اور تسلی کا موجب بنے ہیں۔ چونکہ فرداً فرداً سب کو جواب دینا مشکل ہے۔ اس لئے میں بذریعہ اخبار اپنی طرف سے اور جملہ افراد خاندان کی طرف سے تعزیت کا اظہار کرنے والے سب بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

احباب سے درخواست ہے کہ وہ آئندہ بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو اور ہمیں حضرت والد صاحب مرحوم و مغفور کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار کرامت احمد خاں فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ)

درخواستِ دعا

خاکسار کے بازو کی تکلیف دن بدن بڑھ رہی ہے۔ آرام نہیں آرہا۔ بعض اوقات تکلیف بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ جملہ احباب کرام و بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(مرزا محمد اسمٰعیل۔ چمن۔ بلوچستان)

نوٹ:۔ محترم مرزا محمد اسمٰعیل صاحب نے مبلغ ۵/- روپے بطور اعانت الفضل ارسال فرمائے ہیں جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر الفضل)

دفتر الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

چک نمبر ۹۴ ج ب ضلع لائلپور میں کامیاب جلسہ

مکرم مہر اللہ دتہ صاحب احمدی کے لڑکے مہر نظام الدین صاحب کی شادی پر شہر لائلپور سے ۹۴ ج ب کے چوہدری فضل احمد صاحب احمدی کے ہاں برات جانی تھی۔ مہر اللہ دتہ صاحب نے اس موقعہ پر بجائے ڈھول باجہ وغیرہ کی رسومات کے مبلغین منگوائے اور بذریعہ لاؤڈ سپیکر جلسہ کرا کر لوگوں کی تعلیم و تربیت اور ارشاد و اصلاح کا کام کیا۔ چنانچہ ۳۰ اپریل کو برات وہاں پہنچی۔ عصر کے بعد مکرم چوہدری عبد الرشید صاحب بھٹی کی صدارت میں تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولانا مولوی عبد الرحیم صاحب عارف نے تقریر فرمائی۔ اور نماز مغرب و عشاء کے بعد ... کی صدارت میں تلاوت و نظم کے بعد مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم اور خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مربی ضلع لائلپور نے تقریریں کیں اور دعا کے ساتھ اجلاس ختم ہوا۔

پھر یکم مئی کو بعد نماز فجر خاکسار نے لاؤڈ سپیکر پر درس قرآن کریم دیتے ہوئے تربیتی تقریر کی اور پھر خاکسار کی صدارت میں تلاوت و نظم کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے مکرم مولانا مولوی دوست محمد صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ نے تقریر کی۔ پھر مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے۔ نیز مکرم حافظ محمد یسین صاحب نو احمدی نے اپنے احمدی ہونے کے واقعات سنائے۔ ایسا ہی بانی و مہتمم جلسہ مہر اللہ دتا صاحب نے اپنے قبول احمدیت اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت کے حالات سنائے۔

خاکسار نے اس موقعہ پر نوجوانوں کی تربیت و اصلاح کے علاوہ استخارہ کے ذریعہ احمدیت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ پھر مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب عارف مربی سلسلہ جھنگ نے تقریر فرمائی۔ آخر پر خاکسار نے تقریر کی اور جماعت احمدیہ کے عقائد بیان کر کے احباب کو خدمات دینیہ میں احمدی احباب کے ساتھ مل کر حصہ لینے کی تحریک کی اور دعا کے ساتھ گیارہ بجے صبح اجلاس ختم ہوا۔

اس دوران میں مکرم بشارت اللہ صاحب، مکرم مجیب الرحمٰن صاحب درد اور مکرم علی احمد صاحب ہوادیسی نے درثمین اور دیگر پنجابی نظموں سے جلسہ کو پر رونق بنایا۔ گاؤں کے لوگوں ... برات وغیرہ کے احمدی و غیر احمدی احباب نے بیاہ و شادی کے موقعہ پر بجائے رسم و رواج کے اس طریق اصلاح کو بہت پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جلسہ کے اچھے نتائج ظاہر فرمائے۔ اور مکرم مہر اللہ دتہ صاحب صاحب اور چوہدری فضل احمد صاحب کو جزائے خیر دے اور اس شادی کو بابرکت کرے۔ جس کے سبب یہ مبارک تقریب پیدا ہوئی۔

(سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل مربی جماعت احمدیہ لائلپور)

اشاعت اسلام کے سلسلہ میں تحریک جدید کے پانچ امتیازی کام

مسجد نور ربوہ میں لیکچر بذریعہ میجک لینٹرن

۴ مئی بروز بدھ مغرب و عشاء کی نمازوں کے درمیانی وقفہ میں وکالت مال تحریک جدید کی طرف سے لیکچر میجک لینٹرن کا اہتمام کیا گیا۔ چوہدری شبیر احمد صاحب نائب وکیل المال نے مختلف دلچسپ سلائیڈز دکھا کر یہ امر واضح فرمایا کہ اکناف عالم میں اسلام کو پھیلانے کے لئے تحریک جدید کے انتظام کے ماتحت مبلغین۔ پریس و لٹریچر۔ تعلیمی ادارے۔ تراجم قرآن کریم اور تعمیر مساجد کے مؤثر ذرائع اختیار کئے جا رہے ہیں۔ جن کے نتیجہ میں اسلام کو مختلف ممالک میں خصوصاً براعظم افریقہ میں غیر معمولی تقویت حاصل ہو رہی ہے۔

مناظر دکھانے کے دوران مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے اپنے منظوم کلام سے حاضرین کو محظوظ فرمایا اور پُر جوش پیرایہ میں نوجوانوں کو خدمت اسلام کے لئے زندگیاں اور اموال وقف کرنے کی تلقین فرمائی۔

آخر میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازی عمر کے لئے دعاؤں کی پُر زور تحریک کی گئی۔

(معاون وکیل المال تحریک جدید۔ ربوہ)

درخواستہائے دعا

(۱) غلام حیدر صاحب چارج مین شادیوال ہائیڈل پراجیکٹ زخمی ہو گئے ہیں۔

(۲) نور محمد صاحب اوورسیئر جیفری کی اہلیہ صاحبہ دو ماہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔

(۳) محمد سعید صاحب کریانہ مرچنٹ جہلم کی اہلیہ صاحبہ مختلف عوارض سے شدید طور پر بیمار ہیں۔

خانہ خدا کی تعمیر کیلئے کم از کم ڈیڑھ صد روپیہ ادا فرمانے والے مخلصین

ذیل میں ان مخلص بہنوں اور بھائیوں کی چوتھی فہرست پیش کی جاتی ہے۔ جنہوں نے تعمیر مسجد احمدیہ فرینکفورٹ (جرمنی) میں کم از کم ڈیڑھ صد روپیہ تحریک جدید کو ادا فرما دیا ہے دیگر مخیر احباب سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی اس صدقہ جاریہ میں حصہ لے کر دائمی دعائیں حاصل کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

(۳۹) مکرم مرزا احمد خانصاحب۔ دار الرحمت وسطی۔ ربوہ — ۱۶۰/-

(۴۰) محترمہ مسعودہ رانی صاحبہ دختر خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب دار البرکات ۲۸/۱۸ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور۔ — ۱۵۰/-

(۴۱) محترمہ عقیلہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم قریشی قمر احمد صاحب ۹/F-۴۸ ماڈل ٹاؤن لاہور — ۱۵۰/-

(۴۲) مکرم چوہدری فضل الدین صاحب ۱۰-۱۱/G 〃 〃 — ۱۵۰/-

(۴۳) مکرم چوہدری محمد نواز صاحب ۹۰/B 〃 〃 — ۱۵۰/-

(۴۴) مکرم چوہدری عبد المجید خانصاحب انجینئر 〃 〃 — ۱۵۰/-

(۴۵) مکرم حافظ نصیر احمد صاحب 〃 〃 — ۱۵۰/-

(۴۶) مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب سنتکوئی سنت نگر لاہور — ۱۵۵/-

(۴۷) مکرمہ نذیرہ ناہید صاحبہ اہلیہ مرزا محمد اسلم صاحب طاہر شیرازی ہوٹل لاہور — ۱۵۰/-

(۴۸) مکرمہ سکندر بیگم صاحبہ اہلیہ افتخار علی صاحب سپرنٹنڈنٹ انجینئر محکمہ انہار لاہور — ۱۵۰/-

(۴۹) مکرم ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب لاہور — ۱۵۰/-

(۵۰) مکرمہ بیگم شفیع صاحبہ میکلیگن روڈ دستکاری ہاؤس لاہور — ۱۵۰/-

(۵۱) مکرم شیخ عبد الرحیم صاحب لنڈن آف گوجرانوالہ — ۱۵۰/-

(۵۲) مکرمہ ممتاز خفیر اللہ صاحبہ دہلی دروازہ لاہور منجانب والدہ وزیر بیگم صاحبہ — ۱۵۰/-

(۵۳) مکرم خواجہ محمد شریف صاحب بنگال فلنگ سٹائل کارپوریشن لاہور — ۱۵۰/-

(۵۴) مکرم چوہدری محمد عثمان صاحب لکشمی مینشن دی مال لاہور — ۱۵۰/-

(۵۵) 〃 〃 منجانب والد محترم چوہدری محمد ابراہیم صاحب — ۱۵۰/-

(۵۶) 〃 〃 منجانب والدہ محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ — ۱۵۰/-

(وکیل المال تحریک جدید۔ ربوہ)

امسال حج پر جانے والے احمدی احباب

یہ امر موجب مسرت ہے کہ امسال جماعت احمدیہ لائلپور کے حسب ذیل احباب حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ یہ بہنیں اور بھائی ۹ مئی ۱۹۶۰ء کو لائلپور سے عازم کراچی ہوں گے اور وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز ارض مقدسہ تک سفر کریں گے۔ دوسرے احمدی دوست جو اس سال حج پہ جا رہے ہوں وہ کراچی میں کوشش کریں کہ ان سے مل لیں یا مکہ مکرمہ میں معلم صالح عبد الصمد کی معرفت ان سے ملاقات ہو سکے گی۔ لائلپور کے احمدی احباب کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) مکرم شیخ محمد عبد اللہ صاحب ابن مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب صحابی

(۲) محترمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ شیخ محمد عبد اللہ صاحب۔

(۳) محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ والدہ شیخ محمد عبد اللہ صاحب۔

(۴) محترمہ رحیم بی بی صاحبہ اہلیہ شیخ فضل حسین صاحب۔

(۵) شیخ رشید احمد صاحب ابن شیخ مراد بخش صاحب

(۶) محترمہ حلیمہ بی بی صاحبہ اہلیہ شیخ رشید احمد صاحب۔

(۷) محترمہ زینب بی بی صاحبہ والدہ شیخ رشید احمد صاحب

(۸) عزیزہ تسنیم کوثر بنت شیخ رشید احمد صاحب

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ان خوش بخت بھائی بہنوں کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔ اور حج بیت اللہ کا شرف حاصل کرنے کے بعد ہر طرح خیریت سے واپس لائے۔ آمین

(مہتمم اصلاح وارشاد و تحریک حج مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

(۴) محمد اسمٰعیل صاحب فوقؔ (اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر) بوجہ فالج پشاور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

(۵) جمعدار فضل دین صاحب کرشن نگر لاہور کا بیٹا اسمٰعیل بہت بیمار ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

ایک بہت بڑا المیہ

(منقول از ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۶ مئی ۱۹۶۰ء)

اٹلانٹک کے مشرقی ساحل پر جہاں فروری ۱۹۶۰ء کی آخری شام تک ایک خوب صورت شہر آباد تھا۔ یکم مارچ کا سورج اس حال میں طلوع ہوا کہ وہ اب ملبے کا ایک ڈھیر ہے۔ ایک مہینے کے ختم اور دوسرے مہینے کے آغاز کی درمیانی شب میں ایک ہیبت ناک زلزلے نے اس کو مسمار کر دیا ہے۔

یہ مراکش کا شہر اغادیر ہے۔ جو شمالی افریقہ کے مغربی گوشے میں ٹھیک اس مقام پر واقع ہے جہاں نئی اور پرانی دنیا کو ملانے والے سمندر —— اٹلانٹک (بحر اوقیانوس) کی موجیں ٹکراتی ہیں۔ ۱۹۱۲ء میں مراکش کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر فرانس نے اس پر حملہ کر دیا۔ اور اس پر قابض ہو گیا۔ لیکن مراکشی عوام کی مسلسل جد و جہد کے بعد چار سال پہلے ۲ مارچ ۱۹۵۶ء کو اس نے دوبارہ آزادی حاصل کر لی۔ اور ۴۴ سال کی غلامی کے بعد علوی خاندان کی قیادت میں اب وہاں آزاد حکومت قائم ہے۔ تاہم ابھی اسے مکمل آزادی حاصل نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ فرانس کے تقریباً بیس ہزار سپاہی ابھی تک مراکش میں مقیم ہیں۔ اور وہاں کی زراعت اور صنعت کے کم سے کم آدھے حصے پر فرانسیسیوں کا قبضہ ہے۔

آغادیر چار سو برس پہلے صرف ایک معمولی سا قصبہ تھا۔ مگر فرانسیسی حکومت نے ترقی دے کر اس کو جدید طرز کا شہر بنا دیا۔ اس مرحوم شہر کی آبادی اگرچہ پچاس ہزار سے زیادہ نہیں تھی۔ مگر اپنے مخصوص جائے وقوع کی وجہ سے اب وہ مراکش کا اہم ترین بندرگاہ تھا۔ تجارتی حیثیت سے یہ بندرگاہ مچھلیاں پکڑنے اور ان کو خشک کر کے دوسرے مقامات پر بھیجنے کیلئے کافی مشہور ہو چکا تھا۔ یہاں سیمنٹ کی صنعت بھی کافی بڑے پیمانے پر چل رہی تھی۔ تاہم بقیہ دنیا کے لئے یہ بندرگاہ تجارتی سے زیادہ تفریحی حیثیت رکھتا تھا۔

اغادیر کے ساحل سے چند میل کے فاصلے پر ایک ہفتہ پہلے سے زلزلے کے آثار شروع ہو چکے تھے .... پانی ابلنے لگا تھا۔ ایک مرتبہ زلزلے کا جھٹکا آیا لیکن وہ اخبار کے کالموں میں گم ہو کر رہ گیا۔ دنیا والوں کے پاس دو سطر کی اتنی سی خبر پہنچی کہ "دو سیکنڈ کے لئے اغادیر میں زلزلے کا جھٹکا محسوس کیا گیا۔ جس سے کوئی نقصان نہیں ہوا" بازاروں کی چہل پہل بدستور جاری رہی اس کے بعد پیر کے دن زلزلہ آنے سے پندرہ گھنٹے پہلے ایک اور جھٹکا محسوس ہوا لیکن اسے بھی لوگ تھوڑی دیر کے بعد بھول گئے۔ زندگی بہت جلد معمول پر آ گئی۔ ہوٹلوں میں فرانس، جرمنی، سویڈن، برطانیہ، امریکہ اور دوسرے ملکوں کے لوگ کثیر تعداد میں موجود تھے رات کو سینما گھر بھرے پڑے تھے۔ اور کچھ لوگ باہر سڑکوں پر تازہ ہوا کا لطف اٹھا رہے تھے۔

عین اسی وقت رات کو گیارہ بج کر ۳۹ منٹ پر (ہمارے وقت کے لحاظ سے صبح ۵ بج کر ۱۱ منٹ) ایک گرج دار آواز اٹھی۔ روشنیاں گل ہو گئیں زمین ہلنے لگی۔ پاؤں کے نیچے کا پختہ فرش دلدل اور غار کی شکل اختیار کر گیا۔ سمندر کی تیز لہریں اٹھ کر شہر کے نشیبی حصوں میں پھیل گئیں۔ اور اس کے بعد مضبوط ترین مکانات تاش کے پتوں کی طرح گرنے لگے۔ چاروں طرف مردوں اور عورتوں کی بھیانک آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یہ زلزلہ صرف دس سیکنڈ جاری رہا۔ مگر ان دس سیکنڈوں میں آغادیر تباہ ہو چکا تھا

"سیاحوں کی جنت"۔ جس کی فضا میں دن کے وقت اونچے اونچے مکانات آسمان کو چھوتے ہوئے دکھائی دیتے تھے اور جو رات میں بجلی کی روشنیوں سے پُر نور رہتی تھی، وہاں اب کالا دھواں چھایا ہوا ہے۔ سمندر کے کنارے بنے ہوئے عالی شان ہوٹل جہاں رات کے آخری حصے تک مغربی ممالک کے دولتمندوں اور من چلوں کے قہقہے بلند ہوتے رہتے تھے۔ جس کی حسین بستیاں ہر آن رقص و نغمے سے معمور رہتی تھیں۔ آج اس کے اوپر گدھ منڈلا رہے ہیں۔ ایک "خوبصورت سمندری شہر"۔ جہاں یورپ کے خوش حال گھرانے موسم بہار کا لطف اٹھانے کیلئے جمع ہوا کرتے تھے۔ وہاں اب گرے ہوئے مکانات اور سڑی ہوئی لاشوں کے انبار کے سوا اور کچھ نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اغادیر میں جو زلزلہ آیا ہے اس میں اتنی بڑی طاقت کارفرما تھی جس کو پیدا کرنے کے لئے ایک ہزار ہائیڈروجن بموں کی ضرورت ہوگی۔ چنانچہ اس زلزلے نے سارے شہر کو تہس نہس کر دیا ہے۔ شہر کے آس پاس کے علاقوں سے ملانے والی تمام سڑکیں تباہ ہو گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے شہر بقیہ دنیا سے کٹ گیا۔ صرف ہیلی کاپٹروں اور سمندری کشتیوں کے ذریعہ دوسرے ملکوں سے پانی لایا جا رہا ہے شہر کی بیشتر عمارتیں اور سمندر کے کنارے بنے ہوئے دس دس اور بارہ بارہ منزلہ ہوٹل زمین پر ڈھیر ہو چکے ہیں۔ جو عمارتیں کھڑی ہیں وہ بری طرح ہل چکی ہیں اور انہیں گرانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ سعادہ ہوٹل جو انتہائی فیشن ایبل ہوٹلوں میں سے ایک تھا اور ابھی صرف پانچ سال پہلے تعمیر ہوا تھا جس میں زیادہ تر یورپین ٹھہرا کرتے تھے اس کے متعلق ایک شاہد نے کہا کہ "اس طرح گرا ہوا پڑا ہے جیسے کسی بچے نے اپنے ہاتھ کا کھلونا زمین پر پٹک دیا ہے"،

اغادیر میں داخل ہونے وقت ایک نئی تعمیر شدہ عمارت جو پہلی نظر میں آدمی کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھی اور جس میں اسّی خاندان رہ رہے تھے اس وقت وہ عمارت دس فیٹ اونچے ملبہ کا ڈھیر ہے اور ان کے ۸۰ خاندانوں کا بڑا حصہ اس ڈھیر میں دفن ہے۔

ایک امریکی ہوا باز جس نے شہر کو بچشم خود دیکھا تھا کہ یہ بادشدہ شہر انتہائی ہیبت ناک منظر پیش کرتا ہے چاروں طرف گرے ہوئے مکانوں کے کھنڈر ہیں۔ اور سڑکوں کے کنارے ٹوٹی ہوئی کاریں کھڑی ہیں جن کا بیشتر حصہ دبا ہوا ہے یا زمین میں دھنس گیا ہے۔

اندازہ کیا گیا ہے کہ اس بھیانک حادثے میں قریباً بارہ ہزار آدمی مرے ہیں جن میں ۹ ہزار مراکشی اور تین ہزار یورپین باشندے ہیں۔ اس کے علاوہ بیس ہزار اشخاص زخمی ہو کر مختلف ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں اور بقیہ لوگ شہر کے باہر خیموں میں پڑے ہوئے ہیں۔

زندہ انسانوں کا ایک گروہ اس مردہ بستی کی صفائی کر رہا ہے۔ مراکش اور دوسرے ملکوں کے دس ہزار فوجی ملبے کو ہٹانے میں لگے ہوئے ہیں جو نہایت طاقتور بیٹری لیمپوں کی روشنی میں رات دن کام کر رہے ہیں۔ ان کا خاص کام انسانی لاشوں کو نکالنا ہے۔ مگر لاشیں اس قدر سڑ چکی ہیں کہ ان کے تعفن سے دماغ پھٹا جاتا ہے، جو لوگ ملبے کے نیچے سے لاشوں کو نکالنے کا کام کر رہے ہیں وہ اپنے نتھنوں میں دافع عفونت دواؤں سے تر بھری روئی کے پھائے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کی ایک زحمت یہ بھی ہے کہ سورج کی گرمی کی وجہ سے لاشیں اس بری طرح پھول چکی ہیں کہ کسی لاش کو ملبے کے نیچے سے سالم نکالنا ناممکن ہو گیا ہے۔ جب کسی لاش کو نکالنے کے لئے اسے ٹوٹا ٹانگ یا بازو کے ذریعہ کھینچنے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ عضو جسم سے الگ ہو جاتا ہے اندازہ کیا گیا ہے کہ ابھی سات ہزار لاشیں ملبے کے نیچے دبی ہوئی پڑی ہیں

ایک فوجی جو صفائی کی اس مہم میں شامل ہے اس نے کہا کہ "ہم نے جو مناظر دیکھے ہیں وہ سخت سے سخت دل پگھلانے کے لئے کافی ہیں۔ اس نے واقعات بتاتے ہوئے کہا کہ ایک زندہ بچے کو اس کی مردہ ماں کی گود سے نکالنے کے لئے ہم ماں کی لاش کو کاٹنے پر مجبور ہوئے کیونکہ اس کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں تھا۔

ایک جگہ کام کرنے والوں نے دیکھا کہ ایک ملبے میں حرکت ہو رہی ہے۔ پہلے ایک پتھر سرکا۔ پھر دوسرا۔ پھر ریت ہٹی۔ اینٹوں اور چونے میں جنبش ہوئی۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید یہ کوئی چوہا ہے۔ کیونکہ ان ملبوں کے نیچے بے شمار چوہے بھی ابل پڑے ہیں۔ لیکن اس جگہ چوہے کی بجائے ایک انسان کی انگلیاں نظر آئیں، خون آلود اور ناخن شکستہ انگلیاں پھر ایک ہاتھ نکلا جس کی کھال اتر چکی تھی۔ پھر سر اور جسم۔ یہ ایک درزی محمد بن احمد تھا۔ جس نے اپنے ہاتھ اور ناخنوں کی مدد سے آٹھ گز لمبی سرنگ کھود دی تھی۔ اس کے بعد احساس ہوا کہ ملبے کے نیچے اور بہت سے زندہ انسان موجود ہوں گے۔ چنانچہ تلاش شروع ہوئی۔ ایک جگہ کمرے کے فرش میں خلا پیدا ہو گیا تھا۔ جس میں تین سیاح سما گئے تھے تو اس میں ایک امریکن زندہ حالت میں موجود تھا۔ اس نے نکلتے ہی رو رو کر کہنا شروع کر دیا "میری بیوی۔ میری لڑکی وہ زندہ ہیں ـــ میں نے ان سے بات کی ہے"۔ پھر چالیس گھنٹہ کی محنت کے بعد اس کی بیوی اور لڑکی زندہ برآمد ہوئیں۔ ملبے کے اندر سے ایک ایسی عورت کو بھی نکالا گیا ہے جس کو اندر پڑے پڑے بچہ پیدا ہوا تھا۔ زچہ بچہ دونوں محفوظ ہیں۔ اس طرح ملبے کے نیچے سے اب تک پندرہ اشخاص کو زندہ حالت میں نکالا جا چکا ہے۔ جن میں سے بعض لوگوں کو حادثے کے گیارھویں دن نکالا گیا۔

(باقی)

مغربی پاکستان کے چیف جسٹس مسٹر ایم۔ آر۔ کیانی کا خطبۂ اسناد

(بقیہ صفحہ اوّل)

غربت میں غیرت اور ثروت میں حلیمی اور عاجزی وہ اوصاف ہیں جن کی مدد سے انسان دنیا میں کامیاب زندگی گزار کر اپنے وجود کو دوسروں کے لئے مفید بنا سکتا ہے آپ نے طلبہ کو کام کے ساتھ ساتھ مناسب حد تک کھیلوں میں بھی حصہ لینے کی تلقین فرمائی۔

جلسۂ تقسیم اسناد کے بعد تقسیم انعامات کا جلسہ مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے چیف جسٹس محترم جناب ایم۔ آر۔ کیانی کی صدارت میں شروع ہوا۔ جس میں تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) نے کالج کے سالانہ کوائف بیان کرتے ہوئے اس اہم تعلیمی ادارے کے قیام کی غرض و غایت اس کی ترقی کے مختلف منازل اور اس کی امتیازی خصوصیات پر روشنی ڈالی نیز یونیورسٹی امتحانات میں خاطر خواہ نتائج طلبہ کے علمی و ادبی مشاغل ان کو اخلاقی اور روحانی اقدار سے متصف کرنے کی مساعی اور کھیلوں کے میدان میں کالج کی نمایاں کامیابیوں کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا۔

کالج کی خصوصیات کے ضمن میں آپ نے بتایا کہ تعلیم الاسلام کالج بین الاقوامی حیثیت کا حامل ہے۔ اس میں تعلیم پانے والوں کا حلقہ انڈونیشیا سے لے کر افریقہ کے مغربی ساحل تک پھیلا ہوا ہے۔ نہ صرف یہ کہ پاکستان کے دور و نزدیک کے علاقوں سے طلباء بلا امتیاز مذہب و ملت یہاں آکر داخل ہوتے ہیں بلکہ ایشیا اور افریقہ کے متعدد ممالک کے طلبہ بھی اس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں کالج کا ماحول مذہبی جنبہ داری اور فرقہ وارانہ تنگ نظری سے یکسر پاک ہے۔ آپ نے بتایا اس میں شک نہیں صدر انجمن احمدیہ ہر سال ایک خطیر رقم کالج کے لئے خرچ کرتی ہے۔ تاہم کالج کے دروازے ہر مذہب کے لئے کھلے ہیں۔ اور بلا تخصیص مذہب و ملت یا رنگ و نسل ہر ذہین اور غریب طالبعلم کو مالی امداد دینے کی حتی المقدور کوشش کی جاتی ہے۔

محترم پرنسپل صاحب نے آمد و خرچ کے اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے بتایا کہ پونے دو لاکھ روپے کے سالانہ اخراجات میں سے صدر انجمن احمدیہ ازراہ نوازش ہر سال ۷۵ ہزار سے بھی زائد رقم کالج پر خرچ کرتی ہے۔ انجمن مسلسل سولہ سال سے یہ عظیم بار برداشت کرتی چلی آرہی ہے۔ آپ نے تعلیمی کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں نئی عائد ہونے والی ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہوئے حکومت سے پُرزور اپیل کی کہ وہ اس بار کو کم کرنے کے لئے امداد میں گرانقدر اضافہ کرے تاکہ ادارہ اس پسماندہ علاقے میں علم کی اشاعت و ترویج اور ان مساعی کو تیز تر اور اعلیٰ تر کر سکے

(چیف جسٹس مغربی پاکستان ہائی کورٹ محترم جناب ایم۔ آر۔ کیانی کے خطبہ کا مکمل متن اور محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کی پیش کردہ رپورٹ آئندہ اشاعتوں میں ملاحظہ فرمائیں۔)

کراچی میں آتش زدگی سے ایک لاکھ کا نقصان

کراچی ۹ مئی کل دوپہر یہاں کوئینز روڈ پر بید کے فرنیچر کی ساری مارکیٹ (چند دکانوں کے سوا) جل کر تباہ ہو گئی جس سے اسی ہزار اور ایک لاکھ روپے کے درمیان نقصان ہوا۔ پانچ فائر انجنوں نے دو اڑھائی گھنٹے کی جدوجہد کے بعد آگ پر قابو پالیا۔ کل چونکہ اتوار کی وجہ سے مارکیٹ بند تھی۔ اس لئے بیشتر دکانداروں کو یہ پتہ نہ چل سکا کہ ان کی دکانیں تباہ ہو گئی ہیں۔ ابھی تک آگ لگنے کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی تاہم بیان کیا جاتا ہے کہ آگ تیل کے ایک سٹوو سے شروع ہوئی جو کہ فرنیچر بنانے کے لئے جلایا گیا تھا۔ کسی جانی نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔ ایک آدمی آگ سے بے ہوش ہو گیا تھا اسے نیول ایمبولنس میں فوری طور پر ابتدائی طبی امداد بہم پہنچائی گئی۔

آگ لگنے سے دو بچے ہلاک دو شدید زخمی

نئی دہلی ۹ مئی۔ پرانی دہلی میں موری گیٹ کے علاقے میں قریباً ایک سو جھونپڑیاں اور چند کاریں جل کر تباہ ہو گئیں دو بچے جل کر بھسم ہو گئے۔ اور دو دوسرے بچے آگ سے شدید زخمی ہوئے۔

نیویارک ۹ مئی۔ امریکی مزدوروں نے اعلان کیا ہے کہ وہ آج مصری جہاز کلوپٹرا کا سامان اتار دینگے یہ کے مقابلہ میں عرب مزدوروں کی فیڈریشن نے اعلان کیا ہے کہ وہ کل سے امریکی جہازوں کا بائیکاٹ ختم کر دے گی۔

تعلیم الاسلام کالج میں تقسیم اسناد کی پُروقار تقریب

(بقیہ صفحہ اوّل)

وکلاء حضرات افسران صیغہ جات اور بعض دیگر احباب بھی شریک ہوئے نیز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب جج مغربی پاکستان ہائیکورٹ نے بھی اس میں شرکت فرمائی۔

پروگرام کے مطابق ٹھیک گیارہ بجے مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے چیف جسٹس محترم جناب ایم۔ آر۔ کیانی صاحب۔ محترم پرنسپل صاحب اور اساتذہ کالج کے مسند آرا ہونے پر پہلے جلسہ تقسیم اسناد کی کارروائی شروع ہوئی۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو کالج کے طالب علم جعفر مسلومی آف مشرقی افریقہ نے کی۔ بعد ازاں مکرم پروفیسر بشارت الرحمن صاحب ایم۔ اے نے علی الترتیب بی۔ ایس سی اور بی۔ اے کے امیدواروں کو محترم پرنسپل صاحب کی خدمت میں پیش کیا جنہیں آپ نے سندات عطا فرمائیں۔ بعدہٗ محترم پرنسپل صاحب کی درخواست پر محترم ایم۔ آر۔ کیانی صاحب چیف جسٹس مغربی پاکستان ہائی کورٹ نے خطبہ اسناد ارشاد فرمایا اور طلبہ کو نہایت بیش قیمت اور زرّین ہدایات سے نوازا۔

جلسہ تقسیم اسناد کے معاً بعد محترم جناب ایم۔ آر۔ کیانی صاحب کی زیر صدارت جلسہ تقسیم انعامات کی کارروائی شروع ہوئی۔ پہلے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل نے کالج کے سالانہ کوائف پر مشتمل رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں صاحب صدر نے امتحانات اور دیگر مقابلہ جات میں نمایاں امتیاز حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے۔

تلاش گمشدہ

خاکسار کا لیجر گون مع ہڈ ایک کپڑے میں بندھا ہوا محلہ دارالرحمت غربی اور کالج کے درمیان اس رستہ میں کہیں گر گیا ہے جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کے جنوب کی طرف سے گزرتا ہے۔ جس دوست کو ملے وہ خاکسار کو پہنچا دیں۔

(محمد الدین لیکچرار تعلیم الاسلام کالج۔ ربوہ)

بھارت چینی کارروائی برداشت نہیں کریگا

نئی دہلی ۹ مئی۔ بھارت کے وزیر داخلہ پنڈت پنت نے جمعہ کو آگرہ میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ ہندوستان اپنی ہمالیہ کی سرحد پر چین کی جارحانہ کارروائیوں کو برداشت نہیں کرے گا۔ یہ علاقہ صدیوں سے ہندوستان کا حصہ چلا آرہا ہے۔ ہندوستان اپنے ایک ایک انچ علاقے کا دفاع کرے گا۔ ہندوستان چین سے صرف ایک دوست ملک کی حیثیت سے بلکہ اپنے ہی خاندان کے ایک رکن کی طرح سلوک کرتا رہا ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴